❁❁❁ تقریر ❁❁❁

والدین سے حسن سلوک

میری پیاری بچیو اور بچو! مجھے آج آپ کے اپنے محسن والدین سے حسن سلوک پر کچھ کہنا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف رشتوں میں پرَو دیا ہے، ان میں کسی کو باپ بنایا ہے تو کسی کو ماں کا درجہ دیا ہے اور کسی کو بیٹا بنایا ہے تو کسی کو بیٹی کی پاکیزہ نسبت عطا کی ہے. غرض رشتے بنا کر اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق مقرر فرما دیے ہیں، ان حقوق میں سے ہر ایک کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن والدین کے حق کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی بندگی اور اطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رشتوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا O وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا O

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی بندگی و اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی بندگی ہرگز مت کرنا، اس کے بعد فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اولاد کو یہ سوچنا چاہیے کہ والدین نہ صرف میرے وجود کا سبب ہیں بلکہ آج میں جو کچھ بھی ہوں، انہیں کی برکت سے ہوں، والدین ہی ہیں جو اولاد کی خاطر نہ صرف ہر طرح کی تکلیف، درد، دکھ اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات اپنا آرام و راحت اپنی خوشی و خواہش کو بھی اولاد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ سب سے زیادہ محنت و مشقت اور تکلیف ماں برداشت کرتی ہے۔

سورۃ احقاف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا

اس ماں نے تکلیف جھیل کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ حمل کے نو ماہ کی تکلیف اور اس سے بڑھ کر وضع حمل کی تکلیف، یہ سب ماں برداشت کرتی ہے۔

احسان کا لفظ حسن سے مشتق ہے اور حسن سے مراد وہ امر ہے جس میں کامل خوبی پائی جائے۔ کمال کا درجہ ہو اور کوئی نقص یا سقم اور خرابی نہ پائی جائے۔ اس لئے والدین سے حسن سلوک میں احسان کا پہلو چمکتے سورج کی مانند ہے۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اب اس کی پرورش کے لیے باپ محنت و مشقت برداشت کرتا ہے، سردی ہو یا گرمی، صحت ہو یا بیماری، وہ اپنی اولاد کی خاطر کسبِ معاش کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان کے لیے کما کر لاتا ہے، ان کے اوپر خرچ کرتا ہے، ماں گھر کے اندر بچے کی پرورش کرتی ہے، اس کو دودھ پلاتی ہے، اس کو گرمی و سردی سے بچانے کی خاطر خود گرمی و سردی برداشت کرتی ہے۔ بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بے چین ہو جاتے ہیں، ان کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں، اس کے علاج و معالجہ کی خاطر ڈاکٹروں کے چکر لگتے ہیں۔ غرض والدین اپنی راحت و آرام کو بچوں کی خاطر قربان کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کی شکر گذاری کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان میں فرماتا ہے۔

اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ

کہ میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔

میرے بچو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ یہ بوڑھا کون ہے؟ اس شخص نے جواب میں کہا کہ یہ میرا باپ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تَمْشِ وَلَا تَقْعُدْ قَبْلَه وَلَا تَدْعُهُ بِاسْمِهِ وَلَا تَسْتَبَّ لَه

یعنی ان کے آگے مت چلنا، مجلس میں ان سے پہلے مت بیٹھنا، ان کا نام لے کر مت پکارنا، ان کو گالی مت دینا۔

عزیزو! بڑھاپے میں جب والدین کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان سے کیسے گفتگو کی جائے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا

یعنی ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اچھی بات کرنا، لب و لہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تکریم کا خیال رکھنا۔ خطاکار اور زر خرید غلام، سخت مزاج اور تُرش رو آقا سے جس طرح بات کرتا ہے، اس طرح بات کرنا قولِ کریم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے وہیں ان کے لیے دعا کرنے کا بھی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا

کہ اے میرے رب! تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں (رحمت و شفقت کے ساتھ) میری پرورش کی ہے۔

ہر نماز کے بعد والدین کے لیے دعا کرنے کا معمول بنالیں۔

پیارے بچو! یہاں میں ایک اور دعا بھی آپ بچو کو سکھلا جاؤں۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِيۡ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

کہ اے میرے پروردگار! روز حساب تو میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرمانا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہمّ و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”بڑے بد قسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو میں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔“

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:
”جب ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔ اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے اور نہ صرف نرمی اور عزت و احترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کر سکتا ہو۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 جنوری 2004ء)

میرے عزیز بچو و بچیو! حسن سلوک کا ایک اہم پہلو اطاعت و فرمانبرداری کا بھی ہے اطاعت کا حقیقی مفہوم ”سمعنا و اطعنا“ کے الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ سادہ انداز میں اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

سماجی اور تمدنی زندگی نے حقوق و فرائض کے کے دائرہ ہائے فکر و عمل متعین کر دیئے ہیں۔ والدین کے جو حقوق و فرائض ہیں ان کے حقوق کی منصفانہ اور مساویانہ ادائیگی کا نام اطاعت و فرمانبرداری ہے جو اولاد کے فرائض کا دوسرا نام ہے۔

اطاعت والدین میں ”نہ کر“ (ترک شر) اور ”کر“ (ایصال خیر) کے دونوں پہلو موجود ہیں ان دونوں باتوں کا لحاظ رکھے بغیر اطاعت والدین کا فریضہ کماحقہٗ ادا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید نے پوری صراحت و وضاحت سے ان دونوں زاویوں کو اجاگر کیا ہے۔ اس لئے اولاً ”نہ کر“ کے کردار و عمل کا بحوالہ قرآن کریم ذکر کیا جاتا ہے۔

بڑھاپے میں انسان کا جسم و روح گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ کمزور سے کمزور تر ہوتے جاتے ہیں۔ عدم برداشت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مختلف عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ احساسِ تکلیف بڑھ جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر اولاد کے قویٰ توانا اور مضبوط ہوتے ہیں۔ برداشت کا مادہ بڑھا ہوتا ہے ان حالات میں جب والدین کی جانب سے درشتی، سختی اور ناگواری کی بات کا اظہار ہو تو ارشاد خداوندی ہے کہ اولاد ”اُف“ تک کا اظہار بھی نہ کرے یہ ناپسندیدہ کا کم سے کم اظہار ہے۔ یعنی چہرہ کے اتار چڑھاؤ سے اور لبوں کی حرکت و جنبش سے اپنی ناگواری ظاہر نہ کرے۔

”تنہر“ کی صورت کے سامنے بلند آواز، درشت انداز، جھڑکنا اور سختی سے روا رکھے جانے والے بدسلوک رویہ سے روکا گیا ہے۔ ”اُف“ اور ”تنہر“ جیسے الفاظ کے ذریعے والدین کے احساسات و جذبات کا تحفظ کیا گیا ہے۔

مشرکانہ امور میں والدین کی اطاعت کو لازم قرار نہیں دیا گیا ہے البتہ دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیک تعلقات جن کو لفظ "معروف" سے تعبیر کیا گیا ہے وہ قائم اور بر قرار رکھنے کا ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا

(الفرقان:16)

کہ اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک مقرر کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو ان دونوں کی بات مت مانیو ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھیو۔

پیارے بچو! اطاعت والدین کے سلسلہ میں عمل سے قبل اندازِ گفتگو آتا ہے۔ ان ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قول کریم سے کام لیں۔ یعنی اس انداز اور طریق پر والدین کو مخاطب کریں کہ ان کی بزرگی، وقار وعظمت اور جلالت کو زک اور ٹھیس نہ پہنچے۔ ان کی کسر شان نہ ہو۔ نہایت ادب واحترام سے گفتگو کریں تاکہ ان کی عزت وتکریم میں اضافہ ہو۔ کمی نہ آئے۔ ان کی وجاہت بر قرار رہے۔ اطاعت کی عملی صورت میں طرز عمل عاجزانہ رنگ رکھتا ہو اور اس میں رحم کا جذبہ کار فرما ہو۔

ایک انسان کے مالی وسائل کا فقدان، اثراتِ ماحول اور دیگر قضاء وقدر کے حالات بعض اوقات اطاعت کے معاملہ میں سدّ راہ بن کر اطاعت کی کمی کا باعث بن جاتے ہیں۔ انسان فرائض کی ادائیگی میں مجبور و معذور ہو جاتا ہے اور مقدور بھر خدمت بجالانے سے محروم اور قاصر رہتا ہے۔ ایسے پیش آمدہ حالات کے وارد ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اولاد کو والدین کے لئے ہمیشہ دعا گو رہنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی چادر انسان کی بشری کمزوریوں اور دیگر نامساعد حالات کو ڈھانپے رکھے۔ دعا کرتے وقت اپنی صغر سنی کو مد نظر رکھے کہ ان حالات میں میرے والدین میری پرورش میں ذاتی محبت سے ہمہ وقت لگے رہے۔ خود تکالیف اٹھائیں اور مجھے آرام دیا۔ میری کمزوری کے زمانہ میں سہارا بنے۔ میری پرورش ونگہداشت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

پیارے بچو! آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ
"خاک آلودہ ہو گئی اس کی ناک جس نے والدین میں سے دونوں یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ
"اللہ تمام گناہ جو وہ چاہے گا معاف کر دے گا سوائے والدین کی نافرمانی کے۔"

(مشکوٰۃ)

ایک صحابیؓ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! والدین کا اس کی اولاد پر کیا حق ہے؟
فرمایا: وہ تیرے لئے جنت ہیں یا دوزخ۔ یعنی اطاعت اور عدم اطاعت جنت اور جہنم کے مترادف ہے۔

(ابن ماجہ)

ایک صحابیؓ نے آنحضورؐ کے دربار میں حاضر ہو کر جہاد میں شریک ہونے کی خواہش اور ارادہ کا اظہار کیا تو حضرت سرور کائناتؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی خدمت ہی جہاد ہے۔

ایک موقع پر حضرت خیر البشر ﷺ نے فرمایا کہ باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے۔

والدہ کے بلند مقام و مرتبہ کے حوالہ سے حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ غرض کہ اطاعت والدین اجر و ثواب کے اعتبار سے ایک بہت بڑا اُخروی خزانہ ہے جو خدمت والدین کا مرہون منت ہے۔

حضرت نوحؑ کے بیٹے نے اطاعتِ والد سے انحراف کیا۔ نافرمانی کی اور طوفان کا نشانہ بن کر غرق ہوا اور اس کا سبب عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ تھا جس سے عدم اطاعت وقوع پذیر ہوئی۔

دوسری جانب حضرت ابرہیمؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی تابعداری والد کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کے سامنے اپنی رویا کا ذکر کیا کہ جس میں وہ اسے ذبح کر رہے ہیں۔ تو بیٹے نے فی الفور عرض کی کہ جو آپ کو حکم خداوندی ملا ہے وہ پورا کریں۔ میں دل و جاں سے حاضر ہوں اور واقعتاً آپؑ قربان ہونے کے لئے عملی رنگ میں تیار بھی ہو گئے۔

خود آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی سیرت طیبہ میں اطاعت والدین کے زریں ابواب ہیں۔ گو حضرت رسول پاک ﷺ کا بچپن یتیمی میں گزرا۔ لیکن آپؐ نے اپنی رضاعی ماؤں کا ہر لحاظ سے واجبی اکرام کو ملحوظ رکھا۔ ثوبیہ جو ابو لہب کی لونڈی تھی اور جس نے محض چند روز ہی آپ ﷺ کو دودھ پلایا آپؐ نے ان کی پوری عمر ان کا خیال رکھا اور مکہ میں مدینہ سے ان کی امداد فرماتے رہے۔

اسی طرح حلیمہ سعدیہ کی عزت و تکریم ہر موقع پر فرماتے رہے اور اس طرح اطاعت والدین کا اسوہ حسنہ امت کے سامنے رکھا۔

حضرت اویس قرنی جن کی نسبت حضرت سید الانبیاء ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن سے اللہ کی خوشبو آتی ہے۔ وہ اپنی بوڑھی ضعیفہ والدہ کی خدمت و تیمارداری میں لگے رہے اور ظاہری طور پر آستانہ نبوتؐ پر حاضری کا موقع میسر نہ آیا۔ لیکن اطاعت سے اور عشق رسولؐ سے صحابہؓ کے ہم رنگ ہوئے۔

پیارے اَطفال اور پیاری ناصرات ! آخر میں آپ سے یہی درخواست ہے کہ جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہے تو ان کو اللہ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر ان کی فرمانبرداری کریں، ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، جتنا ہو سکے ان کی خدمت کریں اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہوں تو ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی وصیت کو نافذ کریں، ان کے ذمہ اگر کوئی قرض ہو تو اسے ادا کریں، ان کے لیے دعا کریں، اللہ سے ان کے لیے رحمت و مغفرت طلب کریں، ان کی طرف سے صدقہ کریں، والدین کے قریبی رشتہ داروں اور تعلق والوں کے ساتھ حسن سلوک کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ باتعاون محمد اشرف کاہلوں)

* * *